QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

غلام احمد پرویز کے تصورِ مرکزِ ملت کا تنقیدی جائزہ

A Critical review of Ghulam Ahmad Pervez's concept of "Makraz-e-Millat"

Dr. Shahzada Imran Ayub
Associate Professor, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning,
University of Education, Lower Mall Campus, Lahore. Shahzada.imran@ue.edu.pk
Muhammad Sohail Arif
EST (AT) Govt. Elementary School Jafaria Colony Bund Road Lahore.
sohailarif89@gmail.com
Tauqir ul zaman
Lecturer Islamiat, Govt. Associate college narang mandi, Sheikhupura.
tauqirulzaman@gmail.com

The Holy Quran is revealed by Allah Almighty to Prophet Muhammad ﷺ over approximately 23 years. Allah Almighty has given the command in the Quran Majeed for people to obey His Messenger. According to Ghulam Ahmad Parwez, the Quran Majeed states that obedience to Allah and His Messenger means obedience to the central authority of the Government named (Markaz e Millt). The Quran provides fundamental principles, such as prayer, fasting, pilgrimage, etc., but the detailed regulations are subject to the discretion of Markaz-e-Millat, who can adapt them according to the contemporary circumstances. Any changes made by the central authority in these regulations are considered legitimate and in accordance with the divine will. This study argues that the obedience to Allah and His Messenger mentioned in the Quran does not refer to obedience to the central authority of the Muslim community, known as "Markaz-e-Millat" (Center of the Community). Numerous Quranic verses warn against disobedience and denial of the Prophet. The Prophet's actions and behavior serve as a complete model for the community, and faith in him is a fundamental requirement of the religion. In conclusion, the idea that obedience to Allah and His Messenger essentially means obedience to the central authority of the Muslim community is an interpretation based on rational understanding but is ultimately unacceptable.

Kyewords: Qu'rān, Interpretation, Ghulām Aḥmad Pervez Markaz-e-Millat, Government

تمہید

قرآن مجید کی آیت [1] میں اس بات کی وضاحت ہے کہ نبی ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا اور آپ کی ہی ذمہ داری تھی کہ آپ لوگوں پر اس کی تعلیمات واضح کریں اور قرآن مجید کے احکام کا لوگوں کے سامنے عملی نمونہ پیش کریں۔ ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں تعلیم و تدریس کا اظہار کیا دوسری طرف ایمان والوں کو اس رسول کی اطاعت کا سختی سے حکم دیا جس پر قرآن مجید کی بے شمار آیات شاہد ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیمات کا کامل ادراک نبی ﷺ کی احادیث اور سیرت کے بغیر ناممکن ہے۔ غلام احمد پرویز چونکہ قرآن مجید کی تفسیر میں احادیث نبویہ کو حجت کا درجہ نہیں دیتے۔ ان کے ہاں عربی لغت، ادب جاہلی اور اپنی عقل و فہم ہی قرآن مجید کی تشریح و توضیح میں حجت ہوتی ہیں۔ اسی عقلی بنیاد پر قرآن مجید میں موجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ایک اصطلاح قرار دیتے ہیں، جس کا حقیقی مطلب نظام خداوندی یا قرآنی نظام حکومت کی اطاعت ہے اور اسی نظام خداوندی اور قرآنی نظام حکومت کی سنٹرل اتھارٹی کو ''مرکزِ ملت'' قرار دیا جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت در حقیقت مرکزِ ملت کی اطاعت ہے۔ اور مرکزِ ملت کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام سمجھتے ہیں۔ اس آرٹیکل میں مرکزِ ملت کے حوالے سے موصوف کے نظریات سے استفادہ کر کے مرکزِ ملت کا تصور واضح کیا جائے گا اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں اس کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

سب سے پہلے پرویز کے مختصر حالات درج کیے جا رہے ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

غلام احمد پرویز کا مختصر تعارف

غلام احمد پرویز 9 جولائی 1903 کو بٹالہ، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا اور بٹالہ کی جامع مسجد کے خطیب محمد ابراہیم سے حاصل کی۔ 1934 میں پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کی۔ تحریک پاکستان میں ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا۔ غلام احمد پرویز نے اپنی قرآن فہمی اور الٰہیات کے علوم میں سر سید احمد خان کے مشرب کو اپنایا اور ان کے اسلوب سے متاثر ہوئے اور حافظ اسلم جیراج پوری جیسے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ پرویز نے مئی 1938 کو مجلہ ''طلوع اسلام'' کا اجرا کیا اور اس کے ذریعے اپنے افکار کی تشہیر کی[2]۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف پاکستان میں منتقل ہوئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی۔ طلوعِ اسلام مجلہ کے ساتھ ساتھ انہوں نے بہت سی کتب بھی تصنیف کیں جن میں مطالب الفرقان، لغات القرآن، مفہوم القرآن، تبویب القرآن، سلیم کے نام خطوط، تصوف کی حقیقت، قرآنی فیصلے اور شاہکار رسالت (دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ کی حیات مبارکہ) بہت مشہور کتابیں ہیں۔ ان میں موصوف نے اپنے مکمل افکار کو قلمبند کیا۔ پرویز 24 فروری 1985 گلبرگ لاہور میں انتقال کر گئے۔

پرویز رجعت الی القرآن کے داعی تھے۔ ان کے نزدیک دین اسلام میں حجت صرف قرآن مجید ہے۔ احادیث نبویہ کو حجیت کا درجہ نہیں دیتے۔ فقط وہ احادیث قابلِ قبول سمجھتے ہیں جو ان کے نزدیک قرآن مجید کے موافق ہیں۔ جن احکام کو قران مجید نے بیان کیا ان کو مانتے ہیں اور جملہ احکام کی جزئیات جو قرآن مجید نے بیان نہیں کیں ان کی تبیین و تعیین کا اختیار اسلامی نظام حکومت یا قرآنی نظام حکومت کے سپرد کرتے ہیں۔

موصوف نے قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کے اسلوب کو اپنایا، مزید اس پر لغت اور ادب جاہلی کو حجت سمجھا۔ موصوف اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں معاملات کو پیش کرتا ہوں اور جنہیں اپنی عقل و فہم کے مطابق

---

[1] Āl-e-ʻIrmān 164:3

[2] www.parwez.tv/main/g-a-parwez.html ،dated:5/10/2023,

قرآن مجید کے موافق پاتا ہوں ان کا اقرار کرتا ہوں۔[3] لغت، ادب جاہلی کے بعد اپنی عقل و فہم کو حجت کا درجہ دیتے ہیں۔ چودہ سو سالہ امت کے اجماع اور منہج کے خلاف قرآن مجید میں اپنے فہم و شعور کے مطابق تاویلات اور تشریحات کرتے ہیں، موصوف نا صرف امت متوسطہ کے مفسرین و محدثین کو جھٹلاتے ہیں بلکہ کھلے لفظوں میں تضحیک و تنقید کا نشانہ بھی بناتے ہیں[4]۔

غلام احمد پرویز کے تحریک پاکستان میں سیاسی وابستگی کی وجہ سے سوچ کا رجحان سیاسی تھا، اس سیاسی فکر کا پرتو ہمیں پرویز کی تصنیف مفہوم القرآن میں واضح نظر آتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں لفظ "الکتاب" کے لیے "ضابطۂ قوانین"، ملائکہ کے لیے "کائناتی قوتیں" اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کو "مرکز ملت" اور اسلامی حکومت کی اطاعت سے تعبیر کرتے ہیں۔

تصورِ مرکزِ ملت

مرکز ملت سے مراد وہ شخصیت کہ جو پوری امت کے لیے مرکز و محور کا درجہ رکھتی ہے۔ ہر معاملے میں قوم اس کی طرف رجوع کرتی ہے۔ اس کی بات کو حرف آخر تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہی شخصیت اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کے نفاذ کی ذمہ دار ہے۔ مرکزِ ملت کا تصور غلام احمد پرویز نے پیش کیا۔ ذیل میں اس کی تفصیلات پر بحث کی جارہی ہے۔

- **تصور مرکزِ ملت کیا ہے؟**

قرآن مجید میں جہاں کہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا ذکر آیا ہے، پرویز نے اس سے اسلامی حکومت یا نظام خداوندی کا تصور قائم کیا ہے، یعنی وہ اطاعت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نہیں۔ گویا ایک اسلامی حکومت اور اس کی سنٹرل اتھارٹی مرکز ملت کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم ہے۔ قرآن مجید نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ایک اصطلاح کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اسلامی نظام حکومت سے مراد ایک ایسی حکومت ہے جو قرآن مجید کے اصولوں کے مطابق قائم ہوتی ہے اور پوری امت مسلمہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس حکومت کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ غلام احمد پرویز خود مرکز ملت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن کریم نے (اللہ اور رسول کی اطاعت) کی اصطلاح استعمال کی ہے اس سے مراد اس نظام خداوندی کی اطاعت ہے، جسے سب سے پہلے رسول اللہ نے قائم فرمایا چونکہ اطاعت خداوندی کے اس نظام کو حضور کے بعد بھی قائم رہنا تھا، اس لیے اللہ اور رسول کی اطاعت کا عملی مفہوم اس نظام کی اطاعت تھا۔ اس نظام کی سنٹرل اتھارٹی کو مرکز ملت کہہ کر پکارا جاتا ہے۔"[5]

مرکز ملت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے پرویز رقم طراز ہیں:

"جب خلافت باقی نہ رہی تو خدا اور رسول کی اطاعت انفرادی طور پر ہونے لگی، اس سے امت میں افتراق پیدا ہوا۔ امت میں دوبارہ وحدت پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ پھر سے خلافت علی منہاج النبوہ قائم کی جائے اور اس کے فیصلوں کے مطابق خدا اور رسول کی اطاعت کی جائے۔ اسی خلافت کو بغرض اختصار مرکز ملت یا اسلامی نظام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور میں اس کی بار بار وضاحت کر چکا ہوں۔ میں نہ ہر نظامِ حکومت کو اسلامی نظام کہتا ہوں اور نہ اس کے فیصلوں کی اطاعت کو خدا اور رسول کی اطاعت، میرے نزدیک خلافت علی منہاج النبوہ کے علاوہ کوئی نظام اسلامی نہیں کہلا سکتا اور نہ اسے مرکزِ ملت قرار دیا جاسکتا ہے۔"[6]

---

[3] Ghulām Aḥmad Parvez, Shahkār e Risālat, (Lāhore: Tulū e Islām Trust, Eddition 7th 1999), Bab Guzrgah e Khayal , 55

[4] Ghulām Aḥmad Parvez, Qur'ānī Faisly, (Lāhore: Tulū e Islam Trust, Second Edtion, Y N) 1 : 281.

[5] Ghulām Aḥmad Parvez, Matālib al Furqān, (Lāhore: Tulū e Islām Trust, 4th Edition, 2000), 4 : 337

[6] Majallah Tulū e Islām , Lāhore, Month May & June 1962, P 152 & 153.

اسی وضاحت کے ساتھ کتاب "اسلامی نظام" کے حوالے سے مرکزِ ملت کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے: قرآن کریم کی ان نصوصِ صریحہ سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ "اللہ اور رسول" کی اطاعت سے مراد مرکزِ حکومتِ قرآن کی اطاعت ہے۔ وہ مرکز جو خدا کے احکام کو نافذ کرنے والا اور رسول اللہ ﷺ کی امامت کبریٰ کو آگے چلانے والا ہو گا۔ اس اعتبار سے یہ مرکز "خدا اور رسول" کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔

درج بالا اقتباسات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد نظام خداوندی کی اطاعت و فرماں برداری ہے، وہ نظام جو اسلامی حکومت کی صورت میں قائم ہوتا ہے اور اس کے مرکزی فرماں روا کو مرکزِ ملت قرار دیا گیا ہے۔ یہ اسلامی نظام حکومت جو ہجرت مدینہ کے بعد وجود میں آگیا تھا اور بعد ازاں فتح مکہ کے بعد ایک مستحکم شکل میں قائم ہو گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد یہی نظام خلافت راشدہ کی صورت میں قائم رہا اور مسلمانوں کی نظام خدا وندی کے مطابق قیادت کرتا رہا۔ مسلمان اسی نظام کی اطاعت و فرماں برداری کرتے رہے، امیر المومنین یا خلیفۃ الرسول مسلمانوں کو اللہ کے احکام کے مطابق چلاتے رہے اور معاملات میں جہاں ضروری ہوا تبدیلیاں بھی کرتے رہے۔ اس خلافتِ راشدہ کے دور کے بعد یہ نظام قائم نہ رہ سکا اور خلافت اور اسلامی نظام حکومت کی جگہ ملوکیت نے لے لی اور آج تک وہ اسلامی نظام علی منہاج النبوہ قائم نہ ہو سکا لیکن جب بھی خلافت یا اسلامی حکومت علی منہاج النبوہ قائم ہو گی اس کی اطاعت اسی طرح ہو گی جیسے قرآن مجید میں بارہا حکم دیا گیا ہے کیوں کہ پرویز اسلامی ریاست کے فرماں روا یعنی مرکز ملت کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے قائم مقام گردانتے ہیں۔

- **مرکزِ ملت کے اختیارات**

مرکز ملت سے مراد وہ ہستی ہے جو مسلمانوں کی علی منہاج النبوہ قیادت کرتی ہے۔ پرویز مرکزِ ملت کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا قائم مقام سمجھتے ہیں اور مرکز ملت کی اطاعت و فرماں برداری اسی طرح لازم ہے جیسے قرآن مجید میں اللہ و رسول کی اطاعت بیان کی گئی ہے۔ نماز اور زکوۃ کے حوالے سے بڑا واضح موقف اختیار کرتے ہیں، زکوۃ کی شرح کا تعین اور نماز کی جزئیات میں کمی یا زیادتی اور اسی طرح زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تغیر و تبدل کرنے کا اختیار قرآنی حکومت کے اختیارات میں شامل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ موجودہ دور میں مختلف مکاتب فکر کے ہاں نماز کے طریقہ کار میں اختلاف ہے۔ ان اختلافات کو دور کرنے اور ایک نماز پر امت کو جمع کرنے کے لیے اس اسلامی حکومت کے پاس اختیار ہے کہ وہ تبدیلیاں کر کے ایک نماز مقرر کرے لیکن بایں ہمہ جو شکل اس حکومتِ قرآنی کی طرف سے متعین ہو گی وہ شرعی نماز ہو گی۔[7]

اسی کتاب میں ایک اعتراض کے جواب میں اصولی طور پر پرویز اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قرآن کریم نے جن احکام کو بطور اصول بیان کیا ہے اور ان کی جزئیات خود متعین نہیں کیں، اسلامی نظام حکومت (جسے خلافتِ علی منہاج النبوہ کہا جاتا ہے) ان جزئیات کو متعین کرے گا۔ ان جزئیات میں حالات کے بدلنے سے تبدیلی ہو سکتی ہے۔ یہ تبدیلی بھی اسی نظام کی طرف سے ہو گی۔"[8]

مزید شمارہ طلوعِ اسلام میں عنوان "قرآن کا تبیینِ احکام کا انداز" میں رقم طراز ہیں:

---

[7] Ghulām Aḥmad Parvez, Qur'ānī Faisly, (Lahore:Tulū e Isālm Trust, 2nd Edition, Y N),1 : 10.

[8] Ghulām Aḥmad Parvez, Qur'ānī Faisly, 253

"اس سلسلہ میں اس بنیادی حقیقت کا سمجھ لینا ضروری ہو گا کہ استنباط احکام یا تعیین جزئیات کا حق اور اختیار کسی فرد (گروہ) کو نہیں دیا جا سکتا، خواہ وہ فرد کتنا ہی بڑا عالم، فقیہ یا مجتہد کیوں نہ ہو۔ یہ حق اور اختیار صرف نظام مملکت (خلافت علی منہاج النبوہ) کو حاصل ہو گا۔"[9]

درج بالا پرویز صاحب کے نظریات سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

- عبادات و معاملات کے کچھ احکام ایسے ہیں کہ قرآن نے جن کی جزئیات خود بیان نہیں کیں۔
- اللہ اور رسول کی اطاعت کو قرآن مجید نے بطور اصطلاح استعمال کیا ہے۔
- اللہ ورسول کی اطاعت سے مراد مرکزی نظام حکومت / اسلامی نظام حکومت کی اطاعت ہے۔
- اسلامی حکومت کے فرماں روا کو مرکزِ ملت سے تعبیر کیا گیا ہے۔
- اسلامی نظام حکومت وہی واجب الاطاعت ہے جو علی منہاج النبوہ قائم ہو۔
- اسلامی نظام حکومت علی منہاج النبوہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہے۔
- قرآن مجید میں جن معاملات کی جزئیات بیان نہیں کی گئیں ان کی تعیین و تبیین کا اختیار مرکزِ ملت کے پاس ہے۔
- اسلامی نظام حکومت علی منہاج النبوہ حکومتی معاملات کے ساتھ ساتھ دینی معاملات میں بھی تبدیلی کا اختیار رکھتا ہے۔

تصورِ مرکزِ ملت اور اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول سے متعلقہ آیات کا جائزہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ [10]

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے حکومت والے ہیں۔

پرویز اس آیت مقدسہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"نیز یہ بھی ضروری ہے کہ تم اس نظام کی پوری پوری اطاعت کرو جسے قوانین خداوندی کو نافذ کرنے کے لیے رسول نے قائم کیا ہے اور اس نظام کے مرکز کے مقرر کردہ نمائندگانِ حکومت (افسران ماتحت) کی بھی اطاعت کرو"۔[11]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ الٰہی اور رسول کے ساتھ ساتھ اولوالامر کی اطاعت کو لازم کیا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت علیؓ کو گورنر بنا کر بھیجا گیا تھا، اسی طرح آئندہ آنے والے وقتوں میں ہونے والے مسلمان حکمرانوں وخلفاء کی اطاعت و فرماں برداری کی تلقین کی گئی۔ ام الحصینؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اگر تم پر کوئی نک کٹا حبشی غلام امیر (حاکم) بنا دیا جائے تو بھی اس کی بات سنو اور مانو، جب تک کہ وہ اللہ کی کتاب (قرآن) کے مطابق تمہاری سربراہی کرتا رہے[12]۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے حکم کے ساتھ گویا ان خلفاو اولوالامر لوگوں

[9] Majallah Tulū e islam, Lāhore, June 1975, Page 51

[10] Al-Nisā', 4:59

[11] Mafhūm al Qur'ān, 197

[12] Ibn e mājjah, Muḥammad Bin Yazīd, Al-Sunan (Riyaḍ: Dār al Salām Lil Nnashr e wa al-tozeeh, 1st Edition, 1999) Abwab ul Jihad, Hadith # 2861, Page 413.

کو یہ شرف مل رہا ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں گے۔ اس شرف ملنے والے جملے کو سمجھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے تصور کو ہی سرے سے بدل دینا اور مرکزِ ملت کا ایک خود ساختہ تصور بنالینا کم فہمی اور اپنی عقل پرستی کا شاخسانہ ہے۔

درج بالا آیت کا سیاق وسباق: اس آیت مقدسہ کے سیاق وسباق کو دیکھیں تو اس سے پہلی چند آیات میں مسلمانوں کو انفرادی احکام کی تعلیم دی جا رہی ہے یعنی امانتوں کی واپسی اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ پھر اس کے بعد والی آیت میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ خلیفہ وقت اور گورنرز کی اطاعت کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس اطاعت کو شرعی حیثیت دی جا رہی ہے۔ سورۃ النساء کی ان آیات میں کسی بھی آیت میں ایسے الفاظ استعمال نہیں ہوئے کہ جن کو اسلامی سلطنت سے تشبیہ دی جائے یا مرکزِ ملت و اسلامی نظام کو اس پر قیاس کیا جائے۔ اب ان واضح قرائن والفاظ کے ہوتے ہوئے اپنی عقل کو ہی حرف آخر مان کر مسلّم اطاعتِ رسول کا تصور تبدیل کر کے مرکزِ ملت کا تصور پیش کر دیا گیا ہے۔

سورہ محمد کی آیت: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ[13] "اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔"

پرویز اس آیت مقدسہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: "لیکن اے جماعت مومنین! تم یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ سب کچھ خدا خود ہی کر دے گا اور تمہیں کچھ نہیں کرنا پڑے گا اس کے لیے ضروری ہے کہ تم اس نظام خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرو جسے رسول نے متشکل کیا ہے۔ اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھاؤ جس سے تمہارا کیا کرایا ضائع چلا جائے۔"[14]

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس اطاعت کو مشروط کیا اعمال کی حفاظت کے ساتھ کہ اللہ و رسول کی اطاعت اعمال کی حفاظت کی ضامن ہے۔ اس سے پہلی آیت میں لوگوں کو کفر سے باز رہنے کی تلقین کی گئی اور رسول کو تکلیف پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔ وہاں اُس آیت میں موصوف نے نبی کریم ﷺ کو ہی ذکر کیا ہے وہاں مرکزِ ملت یا اسلامی نظام کا نام نہیں لیا۔ لیکن اس آیت میں اللہ اور رسول کا ذکر اکٹھا دیکھ کر اسے نظام خداوندی سے تعبیر کر دیا جو کہ آیت کے سیاق وسباق اور لغت الفاظ میں کہیں ظاہر نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض اس سے مراد نظام خداوندی لیں تو آج اگر یہی حکومت یعنی منہاج علی النبوہ یا قرآنی حکومت قائم ہو جائے تو اس کی نافرمانی سے اعمال ضائع ہو جائیں گے؟ اس طرح تو رسول کی اطاعت اور قرآنی حکومت کے فرماں روا کی اطاعت میں فرق ختم ہو جائے گا کہ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی سے بھی اعمال ضائع ہوتے ہیں اور حاکم کی نافرمانی سے بھی۔

سورۃ المائدہ اور سورۃ النور کی آیات: وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ[15] "اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر تو صرف واضح طور پر تبلیغ فرما دینا لازم ہے۔"

اس آیت میں موصوف اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ سے نظام خداوندی اور اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ سے رسول ہی مراد لیتے ہیں۔[16]

---

[13] Muhammad, 47:33

[14] Mafhūm al Qur'ān,1192.

[15] Al-Māidah, 5:92.

[16] Mafhūm al Qur'ān, 272.

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ-فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ-وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا-وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ[17]

”فرمادیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمے وہی تبلیغ ہے جس کی ذمے داری کا بوجھ ان پر رکھا گیا ہے اور تم پر وہ (اطاعت) لازم ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہے اور اگر تم رسول کی فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا لازم ہے۔

اس آیت میں موصوف **اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ** سے نظام خداوندی اور وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ سے رسول ہی مراد لیتے ہیں۔[18]

درج بالا دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور نافرمانی سے متنبہ کیا گیا ہے اور نافرمانی کی صورت میں یہ باور کرایا جارہا ہے کہ ہمارے رسول کی ذمہ داری فقط ہمارے احکام پہنچانا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں پرویز نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو قوانین خداوندی کی اطاعت قرار دے رہے ہیں، اگر اسی طرح مفہوم اخذ کریں تو یہ مسئلہ درپیش آئے گا، نبی کریم ﷺ کو اس نظام خداوندی (نظام خلافت و حکومت) کا فرماں روا سمجھیں تو کیا قوانین کی پابندی کروانا سربراہ مملکت کی ذمہ داری نہیں ہوتا؟ کیا سربراہ لوگوں کو یہ کہہ کر چھوڑ دے گا کہ جو مرضی کرو خدا جانے اور تم جانو؟ تو اس طرح حکومتی رِٹ کیسے قائم ہوگی؟ اس آیت مقدسہ میں اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے اور نافرمانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور مواخذے کے انجام سے متنبہ کیا جارہا ہے۔ جبکہ اسلامی مملکت کے قیام اور استحکام کے بعد نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں کاروائیاں، مجرمین پر حدود اللہ کا نفاذ اور غداروں کو جلاوطنی اور سر قلم کرنے کی سزائیں اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خود سزائیں جاری فرمائی ہیں جبکہ یہ آیات بیان کررہی ہیں کہ نافرمانی کی صورت میں معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، رسول تو بس پیغام پہنچانے والے ہیں، اس بحث سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اطاعت رسول خالصتاً ایک الگ معاملہ ہے اور اسلامی نظام حکومت یا اس کی اطاعت ایک الگ معاملہ ہے۔ اطاعت رسول کو اسلامی نظام حکومت کی اطاعت یا مرکزِ ملت کی اطاعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ نبی ﷺ کی اطاعت انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں واجب العمل ہے۔

موصوف کے اپنے بیان کردہ مفہوم میں بھی تضاد ہے۔ پہلے مقام پر جہاں اطاعت کا حکم ہے وہاں نظام خداوندی کہہ رہے ہیں اور دوسری جگہ جہاں اسی رسول کا ذکر ہے کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا جارہا ہے وہاں موصوف رسول ہی مراد لے رہے ہیں یعنی جہاں جو دل چاہا ترجمہ کرلیا، نہ سیاق وسباق کو دیکھا اور نہ آیت کے تسلسل کو خاطر میں لائے۔ ایک ہی آیت میں دو مقام پر رسول کا ذکر ہے ایک مقام پر کچھ اور مطلب اور دوسرے مقام پر دوسرا مطلب نہیں لیا جاسکتا۔ اسی رسول کی اطاعت کا حکم دیا جارہا ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس کی ذمہ داری ہمارا پیغام پہنچا دینا ہے۔ یہاں مرکزِ ملت یا نظامِ خداوندی مراد لینا بعید از حقیقت ہے۔

سورہ توبہ کی آیت: وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ[19]

”اور انہیں یہی برا لگا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔“

---

[17] AL-Nūr,54:24

[18] Mafhūm al Qur'ān,809.

[19] Al-Taubah, 9:74.

پرویز اس آیت کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ان کا بالآخر جرم کیا ہے؟ یہی نا کہ نظام خداوندی نے انہیں اس قدر خوش حال کیوں کر دیا ہے۔[20]

اس آیت میں پرویز اللہ و رسول کے اکٹھے ذکر سے نظام خداوندی مراد لے رہے ہیں کہ جس کی سنٹرل اتھارٹی مرکزِ ملت ہے۔ فضل کو بھی مرکزِ ملت کے ہی اصول وضوابط اور اختیارات میں شامل کر رہے ہیں جب کہ یہ لفظ "فضل" قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر ذکر ہوا ہے اور اس کی نسبت خالصتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، آیات قرآنیہ دیکھتے ہیں:

وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[21]

"اور یہ کہ سارا فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔"

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[22]

"اے حبیب! تم فرمادو کہ فضل تو یقیناً اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔"

وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ[23]

"اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔"

درج بالا آیات میں کس وضاحت کے ساتھ فضل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جبکہ پرویز فضل کو بھی نظامِ خداوندی کے قاعدے اور کلیے قرار دے کر مرکزِ ملت کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔

منصبِ نبوت ورسالت اور عہدہ سربراہِ مملکت

منصب نبوت و رسالت اور عہدہ سربراہ مملکت دو الگ عنوانات ہیں۔ منصب نبوت و رسالت اوّلین اور ترجیحی منصب ہے جبکہ سربراہ مملکت ہونا ایک ثانوی منصب ہے۔ انبیائے کرامؑ کی اطاعت و فرماں برداری کا جہاں ذکر ہے وہ ان کی بحیثیت نبی و رسول ہونے کے اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ بحیثیت فرماں روا اور حاکم وقت ہونے کی حیثیت سے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ[24]

"اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جتنے بھی انبیائے کرامؑ دنیا میں تشریف لائے ان کے آنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ان کی اطاعت کی جائے، ان کے احکام کی روشنی میں اپنی زندگی کو استوار کیا جائے۔ اس آیت مقدسہ کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو اطاعت و فرماں برداری کا بالخصوص تعلق منصبِ نبوت و رسالت کے ساتھ ہے یعنی نبی و رسول کا سربراہ مملکت ہونا ضروری نہیں کہ جب اسلامی نظام حکومت قائم ہو جائے گا تب ہی ان کی اطاعت کی جائے گی یا نبی و رسول سربراہ مملکت ہوں گے جیسا کہ پرویز "مرکزِ ملت" کا تصور پیش کر کے اطاعت وفرمان برداری لازمی قرار دیتے ہیں، تو ہی ان کی اطاعت کی جائے گی، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ لہذا قرآن مجید میں جہاں کہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے وہ خالصتاً اللہ اور اس کے رسول کی ہی اطاعت ہے نہ کہ مرکزِ ملت کی اطاعت۔

---

[20] Mafhūm al Qur'ān, 438.

[21] Al-Ḥadīd, 57:29.

[22] Āl-e-Imrān, 3:73.

[23] Al-Nisā' ,4:32.

[24] Al-Nisā', 4:64.

اطاعتِ رسول سے متعلق آیاتِ قرآنیہ کا مقام

اگر اطاعتِ رسول سے مراد اسلامی نظام حکومت یا مرکز ملت کی اطاعت ہی ہے تو بقول خود پرویز کے خلفائے راشدین کے بعد آج تک کوئی نظام اسلامی نظام یا حکومت علی منہاج النبوہ قائم نہیں ہوئی اور نا معلوم کب قائم ہو، اس صورت حال میں ان آیات میں جو حکم اطاعتِ رسول کا ہے اس کا معنی و مفہوم کیا ہو گا؟ کیا یہ آیات جب تک اسلامی نظام حکومت قائم نہ ہو واجب العمل نہیں ہوں گی؟ ہر گز ایسا نہیں، اطاعتِ رسول کے متعلق قرآن مجید کی تمام آیات واجب العمل ہیں، اس کے بغیر نہ تو زندگی اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی کے مطابق گزاری جا سکتی ہے اور نہ قرآن مجید کی کامل تفہیم ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو ایمان والوں کے لیے ایک کامل اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔[25]

اس آیت میں رسول ﷺ کی سیرت اور طرز زندگی کو ایمان والوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا جا رہا ہے۔ جب آپ کی سیرت کو کامل نمونہ قرار دیا جا رہا ہے تو آپ کی اطاعت کو بطورِ اصطلاح کیوں استعمال کیا جائے گا بلکہ حق بات یہی ہے کہ نبی ﷺ کی اطاعت کو عین ذاتِ محمدیہ کی اطاعت ہی قرار دیا جا رہا ہے نا کہ مرکزِ ملت کی اطاعت۔

قرآنی آیات سے مرکزِ ملت کی اطاعت مراد لینے سے پیدا شدہ نا قابلِ حل اشکال

اللہ و رسول کی اطاعت والی آیات کو اگر مرکزِ ملت کی اطاعت سمجھا جائے تو بہت سے نا قابل حل اشکال پیدا ہو جائیں گے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ چند ایک اشکال ذکر کیے جا رہے ہیں:

1۔ اگر اللہ و رسول کی اطاعت کو مرکزِ ملت کی اطاعت قرار دیا جائے تو جس طرح اللہ و رسول کی نافرمانی پر عذاب و وعید وارد ہیں تو کیا اسی طرح مرکزِ ملت کی نافرمانی پر بھی عذاب و وعید ہوں گی۔ اور اگر اسی طرح ہوں گی تو ایک اسلامی مملکت کا سربراہ خواہ کتنا ہی پارسا و پرہیز گار کیوں نہ ہو کیا وہ اللہ و رسول کے ہم پلہ ہو جائے گا۔

2۔ اللہ و رسول کی اطاعت کے متعلق عموما آیات میں ایمان والوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور اگر اللہ و رسول کی اطاعت کو مرکزِ ملت سے تعبیر کیا جائے تو مرکزِ ملت یعنی سربراہ مملکت کی رعایا میں ایمان والے اور مشرکین و کفار سب شامل ہوتے ہیں اس صورت میں پھر اطاعت و فرماں برادری کا حکم صرف مسلمانوں اور ایمان والوں کو ہو گا اور مشرکین و کفار پر اطاعت و فرماں برداری لازم نہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سربراہ مملکت و مرکزِ ملت کے زیر اثر تمام اقوام ہوتے ہیں اور تمام رعایا پر اس کی اطاعت و فرماں برداری لازم ہوتی ہے۔

3۔ قرآن مجید میں جن احکام کی جزئیات ذکر نہیں کی گئیں اگر ان جزئیات کو متعین کرنے کا اختیار مرکزِ ملت کو دے دیا جائے تو یہ بات زیر غور ہو گی کہ وہ مرکزِ ملت یعنی سربراہ مملکت خود قرآن مجید کا عالم ہو گا، قرآن مجید کے تمام احکام، اوامر و نواہی کا ادراک رکھتا ہو گا؟ اگر وہ قرآن مجید کا علم رکھتا ہو گا تو اس نے قرآن مجید کہاں سے سیکھا ہو گا؟ کیا پرویز کی ہی سوچ کا حامل ہو گا؟ وہ مرکزِ ملت کہ جس کی تاکید پرویز کرتے ہیں وہ کوئی نبی یا رسول تو ہو گا نہیں، ہو گا تو وہ کوئی انسان کہ جس سے غلطی کا امکان بھی ہو گا، تو اگر وہ غلطی کرے گا یا اس سے ممکن ہے احکام کی وضاحت میں کوئی غلطی ہو گئی تو اس کو کون صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرے گا؟ کیوں کہ پرویز کے نزدیک اس کی اطاعت واجب ہو گی اور اس کے احکام پر چون و چرا کی گنجائش بھی نہیں ہو گی۔

---

[25] Al-Aḥzāb, 33:21.

مرکزِ ملت کے شرعی امور پر اختیارات کا تنقیدی جائزہ

اسلامی نظام حکومت کی سنٹرل اتھارٹی مرکزِ ملت کو پرویز شرعی امور پر اختیارات کے حق سے نوازتے ہیں۔ شرعی امور میں وہ کون سی جزئیات ہیں جو قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئیں، جیسے نماز کے اوقات، رکعات، ارکان، نماز میں کیا کیا پڑھا جائے گا۔ روزہ کن کن چیزوں سے فاسد ہوتا ہے؟ مزید روزے کے جملہ احکام۔ حج کے مناسک اور احکام۔ نماز جنازہ کے احکام۔ نکاح کے معاملات۔

پرویز کے نزدیک ان تمام جزئیات کو تبدیل کرنے اور متعین کرنے کا اختیار مرکزِ ملت کے پاس ہے کہ وہ حالات کے مطابق جو تبدیلیاں ضروری سمجھے کر سکتا ہے۔ ان کے اس نظریے سے صاف ظاہر ہے؛ چونکہ ان تمام معاملات کی تعیین حدیث مبارکہ کی روشنی میں کی گئی ہے اور یہ تمام معالات احادیث مبارکہ سے ثابت شدہ ہیں تو پرویز ان تمام احادیث مبارکہ کا انکار کرتے ہیں کیوں کہ اگر حدیث مبارکہ پر ایمان ہو اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو ترجیح دی جائے تو پھر مرکزِ ملت کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی مرکزِ ملت کے ان جزئیات پر اختیارات ثابت ہوتے ہیں۔ اب یہ بات ثابت ہوئی کہ پرویز حدیث مبارکہ کا کلی انکار کرتے ہیں۔

پرویز قرآن مجید کے وہ احکام جن کی جزئیات قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئیں اس کی تعیین و تبیین کا اختیار مرکزِ ملت کو سونپتے ہیں۔ یہ اختیار ہر مرکزِ ملت کے پاس ہو گا یعنی جب ایک مرکزِ ملت اپنا وقت گزار کر دنیا سے رخصت ہو گا تو نیا مرکزِ ملت آئے گا، علی ہذا القیاس ہر مرکزِ ملت اپنے حالات کے پیش نظر ان جزئیات میں جب تبدیلیاں کرے گا تو جو تصویر موجوہ نظام قائم علی القرآن و السنہ کے مقابلے میں ظاہر ہو گی وہ بہت بھیانک نقشہ پیش کرے گی۔ ہر مرکزِ ملت کا اپنا نظام، اپنے دینی اصول ہوں گے۔ یعنی جتنے مرکز ملت اتنی دین کی صورتیں۔

اطاعتِ رسول اور خلفائے راشدین کا طرزِ عمل

پرویز خلفائے راشدین کے دور خلافت کو قرآنی حکومت ہی خیال کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں کو اور طرز حکومت کو رسول اللہ ﷺ کے طرزِ حکومت کا تسلسل شمار کرتے ہیں۔ وہ صرف اپنے مدعی کو ثابت کرنے کے لیے حضرت عمر فاروقؓ کی مثال دیتے ہیں کہ انہوں نے نبوی دور میں مجاہدین کو دی گئی زمینیں واپس لے لیں تھیں یعنی اس بات کو دلیل بناتے ہیں کہ مرکزِ ملت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ معاملات میں تبدیلی کر سکتا ہے۔

جبکہ خلفائے راشدین جب کوئی حکم دیتے اور اس کے برعکس کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا اور رسول اللہ ﷺ کے عمل کی وضاحت کرتا تو خلفائے راشدین اپنے موقف سے رجوع کر کے نبی ﷺ کی بات کو ترجیح دیتے اور اسی کے مطابق فیصلہ صادر کرتے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس ایک بوڑھی عورت اپنے نواسے سے وراثت میں دعویٰ کرتے ہوئے آئی آپ نے فرمایا کہ میں کتاب اللہ میں جدہ کی وراثت کو نہیں پاتا اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا مجھے علم نہیں، ابھی میں لوگوں سے پوچھتا ہوں اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت ملی تو تجھے حصہ ملے گا، فی الحال تو چلی جا، پھر جب صدیق اکبرؓ نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے وضاحت فرمائی کہ میری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھٹا حصہ دیا تھا تو اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے اس کو نافذ کر دیا۔[26]

---

[26] Ibn e Majah, Al-Sunan, Hadith # 2724.

حضرت عمر فاروقؓ کا موقف تھا کہ بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے کچھ نہیں ملے گا مگر جب ضحاک بن سفیانؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ بے شک نبی ﷺ نے اشیم بن ضبابی کی بیوی کو اس کی دیت میں سے حصہ دیا تھا۔ تو آپ نے اپنے موقف کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق عمل کیا۔[27]

درج بالا روایات اس بات کی گواہ ہیں کہ جنہیں پرویز عین قرآنی حکومت کا سربراہ یعنی مرکزِ ملت قرار دیتے ہیں وہ کس طرح رسول اللہ ﷺ کی بات کو ترجیح دیتے تھے اور اپنے فیصلے موقوف کر دیتے تھے، گویا نبی ﷺ کی اطاعت مرکزِ ملت پر واجب ہے یعنی جس بات پر نبی ﷺ کی حدیث اور عمل موجود ہے اس معاملے میں مرکزِ ملت کو کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر احادیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور مرکزِ ملت کی اطاعت میں بہت فرق ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے روگردانی پر قرآن مجید نے بہت سخت وعیدیں بیان کی ہیں۔ یاد رہے پرویز کہتے ہیں کہ جو احادیث قران مجید کے خلاف نہیں ہیں وہ ہم مانتے ہیں حالانکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کے بیان کردہ علوم کے خلاف کوئی بات کہی ہو۔ طوالت کے پیش نظر صرف دو روایت بیان کی جا رہی ہیں، جن میں کوئی ایسا معاملہ نہیں کہ سمجھنا مشکل ہو یا پرویز اس کو قرآنی احکام کے خلاف سمجھ سکیں، البتہ یہ ضرور ہے کہ پرویز کے قائم کیے گئے موقف مرکزِ ملت کی اطاعت کے خلاف ضرور ہے کیوں کہ وہ خود ساختہ ایک تصور ہے۔

- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا ہر امتی جنت میں جائے گا سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! کون انکار کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔[28]
- ایک طویل حدیث ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت آرام فرما رہے تھے، بعض نے کہا آپ سو رہے ہیں، بعض نے کہا کہ نہیں آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل جاگ رہا ہے۔ پھر فرشتوں نے کہا: جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان (اچھے اور برے کا) فرق ہیں۔[29]

درج بالا احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کا کھلا پیغام ہے اور کہیں اس میں ایسا مفہوم نہیں کہ اس سے مرکزِ ملت مراد لیا جا سکے، نہ سیاق و سباق میں اور نہ ہی لغت کے اعتبار سے۔ قرآن مجید میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے مفہوم کو مرکزِ ملت کے مفہوم سے بدلنے کی آخر کیا ضرورت ہے؟

خلاصہ بحث

قرآن مجید میں مذکور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے مفہوم کو بدلتے ہوئے اپنی عقلی تفہیم کی بنیاد پر پرویز مرکزِ ملت کی اطاعت قرار دیتے ہیں۔ مرکزِ ملت قرآنی نظامِ حکومت یا نظامِ خداوندی کی سنٹرل اتھارٹی کو کہا جاتا ہے۔ گویا اسلامی نظام حکومت یا نظامِ خداوندی کو چلانے والا امیر، خلیفہ یا حاکم ہی مرکزِ ملت ہے۔ یہ مرکزِ ملت اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا

---

[27] Tirmazi, Muḥammad bin ‘Īesa, Al-Jame’ (Riaḍ: Dār al Diyat ,Hadith # 1415,342.

[28] Bukhārī, Muḥammad Bin Ismā’īl, Al-Jāmi’ Al-Saḥīḥ(Damishq: Dār ibn e Ksīr, 2002), kitāb al I’tisām bil kitāb wa al sunnah, Hadith # 7280, page 1798.

[29] Bukhārī, Hadith # 7281.

قائم مقام ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جن احکام کی جزئیات بیان نہیں کی گئیں مثلاً نماز کے جملہ احکام، روزے کے احکام، حج کے مناسک، دیت کے مسائل، زکوۃ کے معاملات، ان کی جزئیات کی تعیین و تبیین مرکزِ ملت کا اختیار ہے وہ زمانے کے حالات کے مطابق اگر ان میں کوئی تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اختیار حاصل ہے، اگر کوئی تبدیلی کرتا ہے تو وہ تبدیلی شرعی تبدلی ہو گی اور جو نظام وہ قائم کردے وہی شرعی اور اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی کے مطابق نظام ہو گا۔

امیر اور خلیفہ کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے اور ساتھ یہ بھی نصیحت کردی کہ اگر کہیں تمہارے اور امیر کے درمیان کوئی مسئلہ مختلف فیہ ہو جائے اس صورت میں اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو۔ اللہ و رسول کی اطاعت سے مراد مرکزِ ملت کی اطاعت قرار نہیں دی جاسکتی، اس پر بہت سے قرائن اور قرآنی آیات شاہد ہیں، جیسا کہ نبی کی نافرمانی گمراہی، جہالت اور کفر کے مترادف ہے، نبی و رسول کے نافرمان اور انکار کرنے والے کو جہنم و عذاب مہین، الیم، شدید اور مقیم کی وعید سنائی گئی ہے۔ رسول کی اطاعت کو ہی حقیقت میں اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ ان تمام مسلمہ براہین اور حقائق کی موجودگی میں کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت در اصل مرکزِ ملت کی اطاعت ہے؟ یہ تصور "مرکزِ ملت" قرآن مجید کی عقلی تفہیم ہے جو کہ ناقابل قبول ہے۔

مصادر و مراجع

- Bukhāri, Muḥammad Bin Ismā'īl, Al-Jāmi' Al-Saḥīḥ.
- Muslim, Bin ḥajjāj, Al-Jāmi' Al-Saḥīḥ, (Riaḍ: Dār Tayyiba, 1st Edition, 2006)
- Tirmazi, Muhammad bin Iesa, Abu Iesa, Jame Tirmazi (Riaz: Dar ul Salam Linnashr e wattozee, 2nd Edition, 2000)
- Ibn e , Muhammad Bin Yazeed, Sunan Ibn e Maja, (Riaz: Dar ul Salam Linnashr e wattozee, 1st Edition, 1999)
- Al Asfihani, Husain bin Muhammad Raghibb , Al Mufradat fi gharaib il Quran, (Makkah:Maktaba Nazar Mustafa Al Baaz, 1418Hijri)
- Majalla Tulu e Islam , Lahore, Month May & June 1962
- Parvez, Ghulam Ahmad ,Matalib ul Furqan, (Lahore: Tulu e Islam Trust, 4th Edition, 2000),
- Parvez, Ghulam Ahmad,Qurani Faisly, (Lahore: Tulu e Islam Trust, Second Edtion, Y N)
- Parvez, Ghulam Ahmad ,Lughat ul Quran, (Lahore:Tulu eQuran Trust, 4th Edtion, 1998)
- Parvez, Ghulam Ahmad , Mafhoon ul Quran , (Lahore:Tulu e Islam Trust, 1st Edition, 1961)
- Parvez, Ghulam Ahmad, Shahkar e Risalat, (Lahore: Tulu e Islam Trust, Eddition 7th 1999)
- www.parwez.tv/main/g-a-parwez.html

1: امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری: (دمشق: دار ابن کثیر، ۲۰۰۲)

2: امام مسلم، ابن حجاج، صحیح مسلم (ریاض: دار الطیبہ، پہلا ایڈیشن، ۲۰۰۶)،

3: امام ترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسی، جامع ترمذی (ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۰)

4: ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (لاہور: دار السلام للنشر والتوزیع، س ن)

5:الاصفہانی، حسین بن محمد راغب، المفردات فی غریب القرآن، مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ المکرمہ، 1418ھ

6:مجلہ طلوع اسلام لاہور

7:غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، طلوع اسلام ٹرسٹ، عالمین پریس لاہور، ایڈیشن چہارم 2000

8:طلوع اسلام ٹرسٹ، قرآنی فیصلے، دوسرا ایڈیشن، س ن، لاہور

9:پرویز، غلام احمد، لغات القرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور، ایڈیشن چہارم 1998

10:پرویز، غلام احمد، مفہوم القرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور، پہلا ایڈیشن، 1961

11:غلام احمد پرویز، شاہکار رسالت، طلوع السلام ٹرسٹ، لاہور، ایڈیشن ہفتم 1999

www.parwez.tv/main/g-a-parwez.html